قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 09 فروری 2021ء | 26 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:34

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج 31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

’’ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے۔ تباہی ہے اس کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے۔‘‘

(ابوداؤد کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

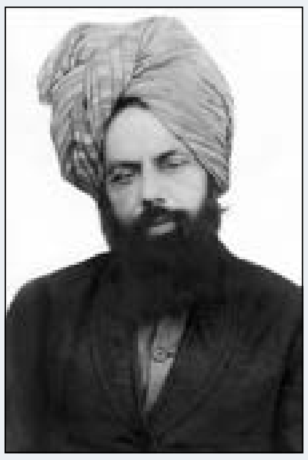

جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں

’’قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رِجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز ملمّع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدّت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہو گی‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 350۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

’’یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے۔ اور کسی اَور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں‘‘۔

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 479 تا 480۔ ایڈیشن 2009ء مطبوعہ انگلستان)

فرمان خلیفہ وقت

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنیا دار کہتا ہے کہ کس طرح جھوٹ چھوڑیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ صرف بہت بڑے مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیاداروں کی تو یہ حالت ہے کہ ہر معاملے میں چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جو نیا نیشنل جیوگرافک رسالہ آیا جھوٹ کے بارے میں مختلف مضامین تھے۔ اس میں ایک بڑا مضمون تھا اور یہ تحقیق تھی کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اس نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بظاہر کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے اور اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت ہے۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت نہیں بلکہ ماحول جھوٹا بناتا ہے اور کیونکہ ان لوگوں کے تو پھر اپنے دنیاوی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح اسی مضمون میں اس نے جھوٹ بولنے کو ہوا دی ہے۔ justify کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ عادت بچپن سے ہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بچپن میں بھی ماحول ایسا ہوتا ہے جو عادت ڈالتا ہے۔ اور اب تو ان کا یہ حال ہے کہ بڑے فخر سے ان لوگوں کی تصویریں دی گئی ہیں جو جھوٹ بولنے کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بڑے چیمپئن بنتے ہیں اور اس بات پر انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک انعام حاصل کرنے والے نے کہا کہ میری بعض کہانیاں جو میں بیان کرتا ہوں کچھ تو صحیح ہوتی ہیں لیکن ان کہانیوں میں بھی اگر جھوٹ کی ملمع سازی نہ ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو لوگوں کے لئے میری باتیں انتہائی بورنگ (boring) ہو جائیں کوئی ان پہ توجہ نہ دے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ کھینچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہوں۔ پھر اسی مضمون میں بچوں سے لے کر سیاستدانوں اور مختلف پیشوں سے لے کر سائنسدانوں تک کی یہی باتیں ہیں کہ ان کی باتوں میں جھوٹ شامل ہوتا ہے اور اس معاشرے میں،

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- خدام احمدیت (منظوم)
- ایک نوجوان کے دو سوالوں کا جواب
- رائے بہادر سر گنگا رام، جدید لاہور کا معمار اور محسن لاہور
- ہمنگ برڈ Hummingbird

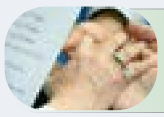

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ تمہاری ذاتی اور جماعتی تکالیف دور کرے گا۔۔۔لیکن ایک شرط ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پاکستان سے شامل ہونے والے خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کے حالات اور ملک کے حالات کے بارے میں بھی دعائیں کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں یہ تسلی دلاتا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ اور جب ماحول میسر آ جائے تو اس سے بہتر اور کون سا ایسا موقع ہے جب ایک عاجز بندہ اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ آج کل سب سے زیادہ اضطرار کی کیفیت پاکستان کے احمدیوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ پس ان دنوں میں اپنے اضطرار کو اللہ تعالیٰ کے حضور آنکھ کے پانی کے ذریعے بہائیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے حصہ پانے والے بنیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (سورۃ النمل:63) یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجے کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ جب انتہائی درجہ اضطرار کا پیدا ہو جاتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قبولیت کے آثار اور سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے سامان آسمان پر کئے جاتے ہیں اُس کے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہئے کہ دعا کرے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 618۔مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی دعاؤں کے اثرات کو زمین پر دیکھنے کے لئے پہلے آسمان کے کنگرے ہلانے ہوں گے۔ آپ چند ہزار جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محرومیاں دور کرنے اور ایک خاص ماحول سے فیض اٹھانے کے لئے جلسہ میں شمولیت کا موقع عطا فرمایا ہے اپنے اس اضطرار کو صحیح رُخ دے کر اپنی مادی اور روحانی زندگی کے سامان کرنے کی کوشش کریں۔ ڈیوٹی دینے والے بھی وہاں گئے ہوئے ہیں وہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ اُن کا مقصد صرف ڈیوٹی دینا ہے۔ بے شک یہ خدمت کریں لیکن چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے اپنی زبانوں کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

اس موقع سے جیسا کہ مَیں نے کہا، جلسے میں شامل ہونے والے صرف پاکستانیوں کا ہی فرض نہیں بلکہ ہر ایک کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے جو وہاں شامل ہو رہے ہیں۔ ماحول بھی میسر ہے تو اس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور جیسا کہ میں نے کہا پاکستانی خاص طور پر اپنے حالات کی وجہ سے جو ان میں اضطراری کیفیت ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ پھر ایسے مضطر جو صرف اپنے لئے دعا نہیں کر رہے ہوتے بلکہ جماعت کے لئے دعا کر رہے ہیں اور دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کے لئے دعا کر رہے ہوں ایسے مضطروں کی دعا تو اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ دنیا کی ہمدردی میں کسی بھی دین سے منسلک جو لوگ ہیں ان کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کر رہے ہوں تو ایسے لوگوں کی دعا تو اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے جن کو ہمدردی مخلوق بھی ہے، ہمدردی انسانیت بھی ہے اور ہمدردی دین بھی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ صرف یہی نہیں فرما رہا کہ میں تمہاری اضطراری کیفیت کی دعائیں قبول کر کے تمہاری تکلیفیں دور کر دوں گا۔ تمہاری ذاتی اور جماعتی تکالیف کو ختم کر دیا جائے گا۔ تمہیں تکلیفیں پہنچانے والوں کے ہاتھوں کو روک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تکلیف کا علاج صرف تکلیف دور کرنے سے نہیں فرما رہا بلکہ فرمایا

بقیہ صفحہ 8 پر

خدام احمدیت

ہیں بادہ مست بادہ آشام احمدیت
چلتا ہے دور مینا و جام احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سمت گھومتے ہیں
تھامے ہوئے سبوئے گلفام احمدیت
خدام احمدیت خدام احمدیت

جب دہریت کے دم سے مسموم تھیں فضائیں
پھوٹی تھیں جا بجا جب الحاد کی وبائیں
تب آیا اک منادی اور ہر طرف ندا دی
آؤ کہ ان کی زد سے اسلام کو بچائیں
زور دعا دکھائیں، خدام احمدیت

پھر باغِ مصطفیٰ کا دھیان آیا ذوالمنن کو
سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اس چمن کو
آہوں کا تھا بلاوا پھولوں کی انجمن کو
اور کھینچ لائے نالے مرغانِ خوش لحن کو
لوٹ آئے پھر وطن کو ، خدام احمدیت

چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نام احمد
مغرب میں جگمگایا ماہ تمام احمد
وہم و گماں ۔ سے بالا عالی مقام احمد
ہم ہیں غلام خاک پائے غلام احمد
مرغانِ دام احمد ، خدام احمدیت

ربوہ میں آجکل ہے جاری نظام اپنا
پر قادیاں رہے گا مرکز مدام اپنا
تبلیغ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارالعمل ہے گویا عالم تمام اپنا
پوچھو جو نام اپنا ، خدام احمدیت

اٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جارہا ہے
پسرِ مسیح دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہ دور لیکن
وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جارہا ہے
تم کو بلا رہا ہے ، خدام احمدیت

کلام طاہر

عرصہ پینسٹھ برس سے زائد خدماتِ دینیہ بجالانے والے جماعت احمدیہ کے مخلص اور دیرینہ خادم، وکیل اعلیٰ و صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ

محترم چودھری حمید اللہ صاحب انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

احبابِ جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کے دیرینہ خادم، خلافتِ احمدیہ کے سلطانِ نصیر، 65 سال سے زائد خدماتِ دینیہ سرانجام کی توفیق پانے والے، فدائی اور مخلص احمدی، روحِ وقف سے سرشار واقف زندگی، سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ مرکزیہ و پاکستان، افسر جلسہ سالانہ اور وکیل اعلیٰ و صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان مورخہ 7/فروری 2021ء بروز اتوار طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں مختصر علالت کے بعد بعمر 87 سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

اسی روز دوپہر بارہ بجے کے قریب حکومتی ایس او پیز کا خیال رکھتے ہوئے بہشتی مقبرہ دار الفضل ربوہ میں محترم چودھری صاحب کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس کے بعد قطعہ نمبر 12 میں تدفین عمل میں آئی۔

بلاشبہ اپنی ذات میں تاریخ احمدیت کے ایک باب کی حیثیت رکھنے والے چودھری حمید اللہ صاحب محترم بابو محمد بخش صاحب اور محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ کے ہاں 4/ مارچ 1934ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین نے 1929ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ آپ ساتویں جماعت کے طالبعلم تھے جب 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی خدمت دین کے لیے وقف کرنے کی توفیق پائی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کا خاندان ہجرت کر کے ریاست بہاولپور منتقل ہو گیا جہاں سے آپ نے 1949ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں وکالتِ دیوان ربوہ کی ہدایت پر انٹرویو کے لیے ربوہ تشریف لے آئے۔

تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ناظران صدر انجمن احمدیہ کی موجودگی میں بنفس نفیس چند نئے واقفینِ زندگی کا انٹرویو لیا جن میں آپ بھی شامل تھے۔ وقف کرنے کے بعد سے آپ کی تعلیم کا تمام تر سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیرِ ہدایت چلتا رہا۔ آپ نے 1955ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے ریاضی کرنے کے بعد بطور لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ اپنی جماعتی خدمات کا باقاعدہ آغاز کیا۔ آپ کی شادی ستمبر 1960ء میں محترمہ رضیہ خانم صاحبہ بنت مکرم عبد الجبار خان صاحب آف سرگودھا سے ہوئی۔ آپ کی اہلیہ کے نانا اور دادا صحابی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

آپ 1974ء تک ٹی آئی کالج ربوہ میں تدریسی وغیر تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے مشورہ سے آپ نے کالج سے استعفیٰ دے دیا جس کے بعد آپ کو ناظر ضیافت مقرر کیا گیا۔ نومبر 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا جس کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید اور پھر 1989ء میں صدر مجلس تحریک جدید مقرر ہوئے۔ آپ تادمِ واپسیں یہ خدمات بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ 1986ء تا حال بطور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ برائے ہنگامی امور سندھ و بلوچستان فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

آپ 1955ء سے جلسہ سالانہ کے موقع پر مختلف شعبہ جات کے نگران کی حیثیت سے خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ 1973ء میں آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا گیا۔ اگرچہ ربوہ میں 1983ء کے بعد جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہو سکا لیکن اس کے باوجود اس شعبے میں جدّت لانے کا کام بدستور جاری رہا۔ مزید برآں آپ مختلف مواقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لے گئے اور جلسہ سالانہ کے انتظامات کی نگرانی کی۔

خلافتِ احمدیہ کے معتمدین میں سے ایک قدآور وجود محترم چودھری صاحب نے ایک اہم اور گرانقدر خدمت بطور صدر صدسالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی 1989ء کی حیثیت میں سرانجام دی۔ اس سے قبل آپ کو پاکستان میں سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ 2005ء تا حال مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء کے صدر کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کو اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے موقع پر انتخابِ خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔

ذیلی تنظیموں میں آپ بچپن سے ہی فعال رہے۔ محلے کی سطح پر، مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور پھر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں میں فرائض بجالاتے رہے۔ آپ نے 1969ء تا 1973ء بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ جبکہ 1982ء تا 1989ء بطور صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نیز 1989ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصار اللہ پاکستان خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ آپ کو خلفائے سلسلہ کے زیرسایہ وزیر ہدایت متعدد امور کی انجام دہی کے لیے نیز بطور وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور بطور صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ دنیا کے متعدد ممالک کا دورہ کرنے کی توفیق ملی۔

آپ صوم وصلوٰۃ کی انتہائی پابند، انتھک محنت کرنے کے عادی ہمہ جہتی شخصیت کے حامل درویش صفت اور بےنفس وجود تھے، کام کے دوران رات اور دن کی پروانہ کرتے تھے، واقفینِ زندگی کے لیے قابل تقلید مثال تھے۔ وقت کی انتہائی حد تک قدر کرنے والے تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں بھی اپنے دفتر میں صبح و شام مصروف کار رہے۔

آپ ایک ٹھوس علمی شخصیت کے مالک تھے۔ تاریخ احمدیت کے لیے بطور سند تھے۔ قرآن کریم، اس کا ترجمہ اور تفسیر، اس کے علاوہ علم حدیث وفقہ کے رموز کے ماہر اور صحاح ستہ اور ان کی شروح پر مکمل عبور

حاصل تھا۔ اگر کوئی سوال کرتا یا کوئی بات پوچھتا تو اس کا علمی لحاظ سے ایسا جواب مرحمت فرماتے کہ پوچھنے والے کی تشفی ہو جاتی۔ آپ کی تقاریر اور خطاب میں علمی و ادبی رنگ پایا جاتا تھا۔ ان کی تیاری بڑے اہتمام اور شوق سے کرتے۔ علمی حوالوں سے سجاتے اور ساتھ ساتھ سننے والوں کی دلچسپی کا سامان بھی کرتے۔ سامعین آپ کے خطاب کو بغور سنتے اور ہدایات، مشوروں اور دینی علوم سے اپنی جھولیاں بھر کے واپس جاتے۔

متعدد شعبہ جات و کمیٹیوں کے ممبر، نگران اور صدر ہونے کے باعث آپ معمور الاوقات تھے لیکن ان سب کے باوجود مختلف علوم بالخصوص تاریخ و جغرافیہ پر آپ کی دسترس بےمثال تھی اور ٹھوس کتب کے مطالعہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ ایک بہترین منتظم، بااصول افسر، شفیق استاد، اپنے ماتحتوں سے محبت و شفقت کرنے والے اور ان کے مسائل ذاتی توجہ سے حل کرنے والے نافع الناس بزرگ وجود تھے۔ آپ بنیادی طور پر ایک ریاضی دان تھے۔ اسی لیے آپ کی ساری زندگی دو جمع دو چار کی طرح نپی تلی گزری۔ آپ کم گو تھے لیکن دلیل کے ساتھ ثقہ بات کرتے۔ معاملات کی تہ تک پہنچ کر ان کو احسن طریق پر حل کرتے۔ ہر کام چاہے وہ بظاہر آسان ہو یا مشکل بہت گہرائی اور تفصیل میں جاکر کرنے کے عادی تھے۔ آپ کے کاموں میں رخنہ بہت کم نظر آتا تھا۔ آپ کے قریب رہ کر خدمات بجالانے والے افراد اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ کی زندگی کا حاصل، کامیابی کا زینہ اور ترقیات کی کنجی خلافتِ احمدیہ سے وابستگی، وفا، ہر معاملے میں خلیفۂ وقت سے ہدایت و رہنمائی کے حصول اور پھر بےمثال اطاعت میں مضمر تھی۔

پسماندگان میں آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اس مخلص اور دیرینہ خادم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور خلافتِ احمدیہ کو محترم چودھری صاحب ایسے سلطانِ نصیر عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل

☆...☆...☆

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

ایک نوجوان کے دو سوالوں کا جواب

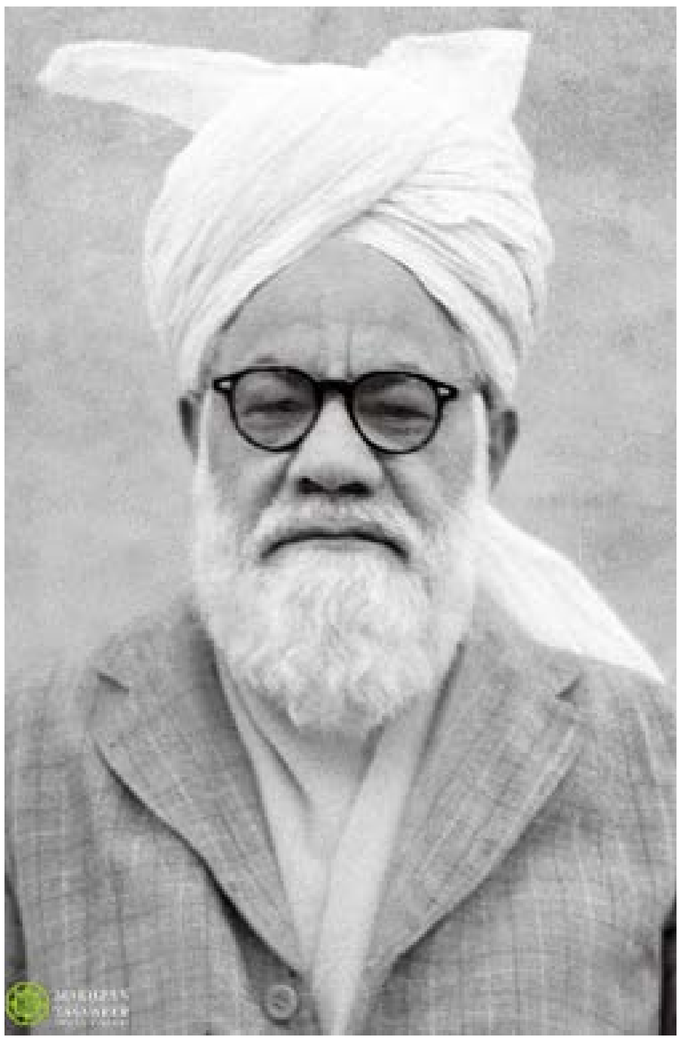

کیا ابوجہل کا یہ لقب لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے خلاف نہیں؟
جب حضرت عثمانؓ نے خلافت کی دستبرداری سے انکار کیا تو حضرت امام حسنؓ کیوں اس پر رضا مند ہو گئے؟

(کراچی کے ایک نوجوان میاں عبدالمجید صاحب ناصر نے اپنے ایک خط میں دو سوال لکھ کر بھجوائے ہیں۔ ان سوالوں کا مختصر سا اصولی جواب دوسرے دوستوں کے فائدہ کے لئے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔)

مکرم ومحترم عبدالمجید صاحب ناصر۔ کراچی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا خط موصول ہوا۔ اگر آپ سوچنے کی عادت ڈالیں تو آپ کو ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو بلکہ آپ خود ہی انہیں حل کر لیا کریں اور آپ کے علم میں بھی اضافہ ہو۔ ہم اپنے نوجوان سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ بہر حال بہت مختصر طور پر بلکہ صرف اشارہ کے رنگ میں لکھتا ہوں۔

(1) پہلا سوال آپ کا یہ ہے کہ جب ابوجہل کا اصل نام اور تھا تو پھر لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:12) کے قرآنی حکم کے خلاف اس کا نام ابوجہل کیوں رکھا گیا؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ ابوجہل چونکہ ایک عظیم الشان رسول بلکہ خاتم النبیین ﷺ کی مخالفت میں کھڑا ہوا تھا اور اس نے آپ کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ اور یہ مخالفت بھی حد درجہ مکروہ قسم کی نہایت جاہلانہ طریق کی تھی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہؓ نے خدائی منشاء کے ماتحت اس کا نام ابوجہل رکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ گویا جہالت کا باپ ہے۔ یعنی جہالت میں انتہا تک پہنچا ہوا ہے اور اس میدان میں گویا ناپاک بچے پیدا کر رہا ہے۔ اور یہ نام کوئی طعنہ نہیں تھا بلکہ اس کی حالت کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاک مخالفت اور جہالت اور فسادی کارروائیوں میں تمام اخلاق اور انسانی حدود سے تجاوز کر گیا تھا اور اسے امن اور انصاف اور دیانتداری کا کوئی پاس نہیں رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ چونکہ خدا کے عظیم الشان رسول تھے اور تمام صحابہؓ آپ کے ساتھ اور آپ کے ہم نوا اور تابع تھے اس لئے آپ کا یہ فیصلہ گویا ایک خدائی جج کا فیصلہ تھا اور بالکل حقیقت پر مبنی تھا طعن نہیں تھا۔

باقی رہا یہ قرآنی ارشاد کہ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:12) سو یہ بالکل درست ہے۔ مگر یہ ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو بلا سوچے سمجھے دوسرے لوگوں کا بلاوجہ یا عادتاً کوئی نام رکھ دیتے ہیں۔ اور اس میں طعن اور استہزاء کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس فرق ظاہر ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ابوجہل آنحضرت ﷺ کو محمدؐ کی بجائے نعوذ باللہ مذمّم کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ سو ابوجہل کا نام خدا کی طرف سے اس کے اس ناپاک طعن کا جواب تھا اسے عام لوگوں کے القاب دینے سے کوئی دور کی بھی نسبت نہیں۔

(2) دوسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کو خدائی منشاء اور ارشادِ نبوی کے خلاف جانا اور سختی سے انکار کیا۔ بلکہ اس کی وجہ سے مرنا تک قبول کیا تو حضرت امام حسنؓ نے کیوں خلافت سے دستبرداری دے دی؟

سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اول تو حضرت عثمانؓ نے اپنے متعلق خدا اور رسول کے اس ارشاد کی تعمیل کی کہ ”خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا“ اور اس کے مقابل پر حضرت امام حسنؓ نے اپنے متعلق رسولؐ کے ارشاد کو پورا کیا جو یہ تھا کہ ”میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا“۔ پس دونوں سرخرو ہوگئے اور کوئی اعتراض نہ رہا۔

علاوہ ازیں حضرت امام حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری اپنی خلافت کے استحکام سے پہلے تھی۔ اور استحکام سے پہلے کی دستبرداری جو ایک نیک غرض سے کی گئی ہو اور اس میں اعلیٰ جماعتی مفاد مقصود ہوں اور خلیفہ برضاء خود اس پر اتفاق کر جائے قابلِ اعتراض نہیں۔ قرآن شریف نے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمْ (النور:56) کے الفاظ میں یہی ارشاد فرمایا ہے کہ تمکنت کے بعد خلافت کا استحکام ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضرت امام حسنؓ کا یہ فعل تمکنت سے پہلے تھا اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اس لئے اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

مزید وضاحت کے لئے آپ اس بارے میں میری کتاب ”سیرت خاتم النبیین حصہ دوم“ کا آخری باب بھی جو نظام خلافت کے متعلق ہے ضرور ملاحظہ کریں۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ حضرت امام حسنؓ کی دستبرداری خلافت کے استحکام اور تمکنت سے پہلے تھی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق تھی۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دستبرداری کا مطالبہ آپ کی خلافت کے استحکام اور تمکنت کے بعد تھا اور باغیوں کی طرف سے تھا۔ اور پھر یہ مطالبہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بھی صریح خلاف تھا۔ پس فرق ظاہر ہے۔ فَافْھَمْ وَتَدَبَّرْ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔

فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد

(محررہ 11جولائی 1960ء)

(روزنامہ الفضل 27 جولائی 1960ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ماحول میں اتنا جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا اور ان کے خیال میں اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔ ہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا، مغربی قوموں کا سچائی کا معیار بہت اچھا ہے تو اس مضمون کو پڑھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ انہوں نے پہلے جو ابتدائی سروے کیا اس سے پتا چلا کہ ہر شخص روزانہ تین چار جھوٹ بولتا ہے اور یہ سب جھوٹ جو مثلاً مختلف قسم کے جھوٹ ہیں، یہ جھوٹ اس لئے ہیں کہ کسی کی صحیح رہنمائی نہ کرو۔ کسی کی گائیڈنس کرنی ہے یا کسی کو رہنمائی دینی ہے تو صحیح نہ کرو۔ اس میں بھی جھوٹ بولا۔ کسی کو دھوکہ دینا ہے تو اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر جو یہ ساری ریسرچ کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پھر اور مختلف بہانے ہیں دھوکہ دینے کے لئے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے، اپنے بارے میں غلط تاثر قائم کروانے کے لئے، اپنی خود پسندی کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے جھوٹ ہیں۔ بڑے جھوٹوں میں اُس نے ذکر کیا کہ خاوند اور بیوی اپنے تعلقات میں جو ایک دوسرے کے غیروں سے ہوتے ہیں ان کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ جب بیوی اور خاوند کی دوستیاں آزادی کی وجہ سے غلط رنگ میں ہو جاتی ہیں تو اس پہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک آزاد معاشرے کی یہ بھی بڑی برائی ہے کہ اس طرح آزادانہ میل ملاپ کی وجہ سے غلط تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور پھر جب جھوٹ کا پول کھلتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کی علیحدگیاں اور طلاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اگر آپ جائزہ لیں تو گھروں کی لڑائیاں، طلاق اور خلع کی نوبت اس لئے آتی ہے کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 16 جون 2017ء)

از منور علی شاہد (جرمنی)

رائے بہادر سر گنگارام
جدید لاہور کا معمار اور محسن لاہور

رائے بہادر سر گنگارام 13/اپریل 1851ء کو پاکستانی پنجاب کے گاؤں مانگٹا والا میں پیدا ہوئے تھے، ان کی وفات 10 جولائی 1927 کو لندن میں ہوئی تھی، اس عرصہ میں سر گنگارام نے جو کارہائے سرانجام دیئے وہ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں زندہ رکھیں گے، ان کی ہمت، جدوجہد، ان کے سوچنے، کام کرنے کی صلاحیت اور منفرد انداز تخلیق اور تحقیق نے ان کو انسانیت کے ایک عظیم مرتبہ اور مقام پر فائز کر دیا ہے۔ ان کا تعلق ایک ہندو گھرانے سے تھا لیکن ان کے کاموں اور کارناموں سے ہر مذہب وملت اور قوم کے ہزاروں، لاکھوں افراد نے فیض پایا۔ وہ پیدائشی طور پر انسانی ہمدردی اور انسانی دوستی کے علمبردار تھے۔ انہوں نے زندگی بھر تعلیم، زراعت اور صحت کے لئے عمارتوں کی اور ہسپتالوں کی تعمیر کی جس کی بدولت لاکھوں طلباء اور مریضوں اور انسانوں نے فائدہ اٹھایا۔ چھ سال بعد 2027ء کو ان کی وفات کو ایک سو سال پورے ہو جائیں گے۔ گنگارام کو جدید لاہور کا بانی بھی کہا جاتا ہے، ان کو محسن لاہور بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ لاہور کی مال روڈ کا حسن وہ منفرد طرز کی جدید ترین عمارتیں ہیں جو سر گنگارام نے ڈیزائن اور تعمیر کرائیں تھیں، دونوں اطراف موجود انتہائی دیدہ زیب اور پرشکوہ تاریخی عمارتیں گنگارام کی عظمت اور قابلیت کی گواہی دیتی ہیں اور اس کا تذکرہ مضمون میں آگے آئے گا۔ گنگارام کی خوش بختی تھی کہ ان کو اس دور کی ایک علمی شخصیت رائے بہادر کنہیا لال کے معاون کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا جس نے گنگارام کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم کردار کیا، کنہیا لال بھی ایک سول انجینئر اور صاحب علم انسان تھے جنہوں نے تاریخ لاہور لکھ کر خود کو تاریخ میں امر کر لیا تھا۔

سر گنگارام پیشہ کے لحاظ سے ایک سول انجینئر تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ زراعت سے بھی ان کو جنون کی حد تک لگاؤ تھا، یہی وجہ ہے کہ اپنے علم کی وجہ سے زراعت کے بھی ماہر مانے جاتے تھے۔ وہ ایک انتہائی ذہین اور تخلیقی دماغ رکھنے والے سول انجینئر اور سماجی کارکن تھے۔

گنگارام کے والد دولت رام اگروال کے پولیس اسٹیشن میں جونیئر سب انسپکٹر تھے، بعد میں وہ امرتسر شفٹ ہو گئے اور وہاں ایک دربار میں کاپی رائٹ ہو گئے تھے۔ گنگارام نے امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور 1869ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا، دو سال بعد 1871 میں روڑکی کے تھامسن کالج آف سول انجینئرنگ سے سکالرشپ حاصل کیا۔

دریائے راوی کے کنارے گنگارام کی سمادھی

مال روڈ پر واقع لاہور کا عجائب گھر

جنرل پوسٹ آفس مال روڈ لاہور، اس کا ڈیزائن گنگارام نے بنایا تھا۔
فوٹو گنگارام ھیرٹیج فاؤنڈیشن

دو سال بعد اسی کالج سے سونے کے تمغہ کے ساتھ سول انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی اور ایک محکمہ میں اسسٹنٹ انجینئر لگ گئے، بعد ازاں ان کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ان کو امپیریل اسمبلی کی تعمیر میں مدد کے لئے دہلی بلا لیا گیا۔ گنگارام کی قابلیت اور خداداد صلاحیتیں اور انسانی ہمدردی بہت جلد کھل کر سامنے آنے لگی تھیں۔ پی ڈبلیو ڈی پنجاب کے محکمہ میں دس سال سے زائد عرصہ تک ایگزیکٹیو انجینئر کی ملازمت کرنے کے بعد انہوں نے کاشت کاری اور زراعت کے میدان میں عملی قدم رکھا اور منٹگمری (موجودہ ساہیوال) میں پچاس ہزار ایکڑ بنجر زمین لیز پر حاصل کی اور دو تین سالوں میں اس کو سرسبز لہلاتے کھیتوں میں بدل دیا۔ ہواپانی کے بجلی گھر کا یہ اچھوتا منصوبہ تھا جو نجی طور پر تعمیر کیا گیا تھا اس کے بعد دولت گنگارام کے پیچھے پیچھے تھی اور وہ یہ کمائی دولت فلاحی اداروں اور عمارتوں ہسپتالوں کی تعمیر پر لگاتے رہے ۔گنگارام کی اس فراخدلی اور انسان دوستی کاموں اور منصوبوں پر اس وقت کے گورنر پنجاب سر میلکم ہیلی نے ان کو کچھ یوں خراج تحسین پیش کیا تھا کہ ’’وہ ایک سورما کی طرح جیتتا ہے اور ایک صوفی کی مانند دان کرتا ہے‘‘۔ گنگا رام کے دور کو ’’فن تعمیر کا گنگارام دور‘‘ بھی کہا جاتا رہا ہے، کیونکہ ان کے دن تعمیر اور ڈیزائنوں نے عمارتوں کو ایک نیا حسن اور نئی زینت عطا کی تھی۔ مال روڈ کے علاوہ لاہور کا پوش اور جدید علاقہ ’’ماڈل ٹاؤن‘‘ کا بانی بھی گنگا

تعمیرات کی یادگاروں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ گنگارام نے کھیتوں میں آبپاشی نظام کا نیا سلسلہ اپنے دور میں تعارف کرا کر انقلاب برپا کر دیا تھا۔ گنگارام نے 1900 کے ابتدائی سالوں میں نکاس آب اور واٹر ورکس کی ٹریننگ کے لئے انگلینڈ کا تعلیمی سفر کیا اور واپس آنے کے بعد لاہور میں ان کے تعمیراتی سنہری دور کا آغاز ہوا تھا۔

موجودہ نوجوان نسل شاید گنگارام ہسپتال کے حوالے سے ہی ان کو جانتی ہوگی لیکن یہ سچ نہیں ہے اور حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ گنگارام نے آج کے پورے جدید لاہور کی تعمیر کی تھی اور لاہور کو ایک نیا حسن بخشا تھا۔ آج لاہور کی جو عمارتیں سیاست، ثقافت اور علم کا ورثہ ہیں ان سبھی کی تعمیر وتخلیق کے بانی سر گنگارام ہی تھے۔ لاہور کی تاریخ میں گنگارام کے تعمیراتی سنہری کارناموں میں گنگارام ہسپتال، گنگارام فلیٹس اور گنگارام بلڈنگز قابل ذکر ہیں۔ 1919 میں انہوں نے مال روڈ پر گنگارام بلڈنگ تعمیر کی جس میں ایک لفٹ لگائی گئی تھی، بعد میں یہ بلڈنگ بھی ایک ٹرسٹ کے سپرد ہو گئی تھی۔ انہوں نے ذاتی خرچے سے بحالی معذوراں اور دیگر فلاحی ادارے قائم کئے تھے۔ مثال کے طور پر لاہور کا عجائب گھر جو سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے، وہ عمارت گنگارام نے تعمیر کرائی تھی۔ ایچی سن کالج کی وسیع وعریض عمارت جس نے بڑے بڑے بیوروکریٹس، سیاستدان وغیرہ پیدا کئے، اس

رام ہی تھے۔ گنگارام کی خدمات اور تعمیرات کا سلسلہ پاکستان بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ایک مضمون میں ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے رینالہ خورد میں پاور ہاوس بنایا جو آج بھی کام کر رہا ہے۔ انہوں نے لائلپور (آج کا فیصل آباد) کی بنجر زمینوں کو سرسبز کھیتوں میں بدل دیا تھا، ان کے نام کا ایک گاؤں گنگاپور آج بھی فیصل آباد میں موجود ہے۔ بھارت میں بھی ان کی

ہیلے کالج آف کامرس لاہور

سر گنگا رام ہسپتال لاہور

کو بھی گنگارام ہی نے ڈیزائن کیا تھا۔ 1921ء میں لاہور کا معروف و مشہور ہسپتال گنگارام ہسپتال تعمیر کیا تھا جو اس وقت 550بیڈ پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ مال روڈ اور اس کے نواح میں واقع تاریخی عمارتیں جن کو گنگارام نے ڈیزائن اور تعمیر کروایا تھا ان میں عجائب گھر، جنرل پوسٹ آفس، ایچی سن کالج، میو اسکول آف آرٹس، میو ہسپتال کا سر البرٹ وکٹر ہال، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا کمسٹری ڈیپارٹمنٹ ان کے ڈیزائن کردہ ہیں جبکہ سر گنگارام ہسپتال، اسلامیہ کالج سول لائن (اولڈ ڈی اے وی کالج)، سر گنگارام گرلز اسکول (موجودہ لاہور کالج فار ومن)، ادارہ بحالی معذوراں فیروز پور روڈ وغیرہ انہوں نے اپنے ذاتی خرچہ پر تعمیر کروائے تھے۔ اسی طرح آج بھارت میں بھی ان کی متعدد تاریخی یادگاریں موجود ہیں جن میں سر گنگارام ہسپتال دہلی، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی روڑکی (گنگا بھون) قابل ذکر ہیں۔ لاہور کا مشہور کامرس کالج (ہیلی کالج آف کامرس) غریب طلباء کے لئے قائم کیا۔ تعمیرات اور زراعت اور انسانی ہمدردی کی غیر معمولی کاموں کو دیکھتے ہوئے ان کو 1885ء میں رائے بہادر کا خطاب دیا گیا اور اسی سال وہ 52سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے تو بیس مربع اراضی کے مالک تھے۔ 1922ء میں گنگارام کو سر کا خطاب دیا گیا۔ 1923ء میں انہوں نے اپنے فلاحی منصوبوں کی نگرانی کے لئے ’’سر گنگارام ٹرسٹ‘‘ قائم کیا۔ 74 برس کی عمر میں انہیں زرعی سائنس دان ایگریکلچرل کمیشن کی رکنیت کا بڑا اعزاز دیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کو ممبر آف رائل وکٹورین آرڈر اور کوم پینین (CIE) آف دی انڈین ایمپائر کے اعزازات بھی دیئے گئے۔

سر گنگارام نے زندگی کے آخری آیام لندن میں گزارے اور بالآخر محسن اور معمار لاہور 10 جولائی 1927ء کو اپنے گھر میں انتقال کر گئے۔ گنگارام سے ایک بار ان کے کسی دوست نے ان کی دولت اور شہرت کے بارے استفسار کیا کہ کتنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں جب شہر آیا تھا تو میں نے ایک شراکت داری کی تھی جو پچاس پچاس فیصد کی تھی۔ اسی شراکت داری کے سبب مجھے یہ دولت ملی ہے۔ اس دوست نے حیرانی سے پوچھا کہ کس سے شراکت داری کی؟ گنگارام نے جواب دیا کہ بھگوان سے۔ دوست نے حیرانی سے پوچھا کہ بھگوان سے؟ انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ہاں! بھگوان سے۔ انہوں نے بتایا کہ میں جو کچھ کماتا ہوں اس کا پچاس فیصد لوگوں پر خرچ کرتا ہوں۔

سر گنگارام کی وفات کے بعد گنگارام کی استھیاں دریائے راوی (بڈھا راوی) میں بہائیں گئیں تھیں اور بعد میں وہاں ایک انتہائی خوبصورت سمادھی تعمیر کر دی گئی تھی جو اعلیٰ سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی تھی اور یہ آج بھی دریائے راوی کے کنارے موجود ہے۔ لیکن افسوس کہ کسی بھی حکومت کی طرف سے اس عظیم انسان اور محسن لاہور کو کبھی بھی اس کے شان شایان کے طور پر یاد نہیں کیا گیا۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا

(صحیح بخاری کِتَابُ الزَّکَاۃِ حدیث:1442)

ترجمہ: اے اللہ! سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے پید اکر۔

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے کے حق میں پیاری دعا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پید اکر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا اس کے لیے سات سوگنا (ثواب) لکھا دیا گیا۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ حدیث:1625)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کروائی (اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا اور کچھ گھر میں بھی کھانے کے لیے رکھ لیا) نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کس قدر گوشت باقی بچ گیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دستی کے سوا اور کچھ نہیں بچا۔ آپ نے فرمایا: (دراصل) سارا بچ گیا ہے سوائے اس دستی کے۔ یعنی جس قدر تقسیم کیا گیا ہے وہ ثواب ملنے کی وجہ سے بچ گیا ہے اور جو بچا کر خود کھانے کے لیے رکھا ہے اس کا ثواب نہیں ملے گا لہٰذا حقیقتاً وہ نہیں بچا۔

(جامع ترمذی)

مریم رحمٰن

ترجمہ و تلخیص: ایم ظفر

ہمنگ برڈ Hummingbird

ہمنگ برڈ کی 350 سے زائد اقسام ہیں اور یہ صرف امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ اڑنے کے دوران پروں سے پیدا ہونے والی آواز کی نسبت سے انہیں ہمنگ برڈ کا نام دیا گیا ہے۔ان کی بعض اقسام میں چونچ جسم سے زیادہ لمبی ہوتی ہے جو چار انچ تک ہوسکتی ہے۔بعض اقسام میں نر کی چونچ سیدھی جبکہ مادہ کی چونچ مڑی ہوئی ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ نر اور مادہ الگ الگ پھولوں سے نیکٹر چوستے ہیں۔نر کی عمر زیادہ طویل ہوتی ہے اور اسے زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ نر ہمنگ برڈ جن پھولوں کا نیکٹر چوستا ہے وہ سیدھی ٹیوب والے اور زیادہ غذائیت کے حامل ہوتے ہیں۔ مادہ ہمنگ برڈ اپنی مڑی ہوئی چونچ کی وجہ سے ان پھولوں کا نیکٹر نہیں لے سکتی۔گوکہ ان کی خوراک کا زیادہ تر انحصار نیکٹر پر ہے لیکن اپنی پروٹین کی ضروریات کے لیے یہ چھوٹے کیڑے مکوڑوں کا شکار بھی کرتے ہیں۔

چند دلچسپ حقائق

پھولوں کی کئی اقسام بار آوری کے لیے ہمنگ برڈ کی محتاج ہیں۔ پھولوں سے نیکٹر چوسنے کے دوران پولن ان کی چونچ کے ساتھ چمٹ جاتا ہے جو ایک سے دوسرے پودے تک مستقل طور پر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ایک اندازہ کے مطابق پودوں کی 8000 اقسام کی پولی نیشن کا انحصار صرف ہمنگ برڈ پر ہے۔اگر کسی وجہ سے ہمنگ برڈ بالکل ناپید ہو جائیں تو اس کے ساتھ ہی پودوں کی 8000 اقسام کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔

بیا کی نسبت ہمنگ برڈ میں گھونسلہ ہمیشہ مادہ بناتی ہے۔ نر گھونسلہ بنانے میں بالکل بھی معاونت نہیں کرتا اور دور کسی شاخ پر بیٹھ کر مادہ کو گھونسلہ بناتے دیکھتا رہتا ہے۔ گھونسلہ بنانے کے لیے مادہ درختوں کے پتوں، جنگل میں پائے جانے والے کسی بھی قسم کے دھاگوں، نرم ریشوں اور مکڑی کے جالوں کا استعمال کرتی ہے تا کہ گھونسلہ نرم اور آرام دہ ہو اور یوں وہ جسم کی حرارت کو برقرار رکھ سکے۔ گھونسلے کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ یہ بچوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ پھیلتا رہتا ہے۔ ہمنگ برڈ کا گھونسلہ بمشکل چائے کے درمیانے کپ کے برابر ہوتا ہے۔قریباً دو ہفتوں کی مشقت سے خوبصورت ننھا سا گھونسلہ تیار ہو جاتا ہے۔اس کے انڈے کا سائز ایک جیلی بین کے برابر ہوتا ہے۔انڈے سے نکلنے والے بچوں کے جسم پر بال نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اور ان کا سائز بمشکل ایک انچ کے برابر ہوتا ہے۔ بال نہ ہونے کی وجہ سے ان کا جسم گرم نہیں رہ سکتا۔یہی وجہ ہے کہ مادہ زیادہ دیر تک گھونسلے سے باہر نہیں رہتی اور خوراک حاصل کر کے جلد واپس لوٹ آتی ہے۔بچوں کی خوراک کا اہم جز پھولوں کا Nectar ہے۔اس کے علاوہ مادہ ہمنگ برڈ ہوا میں اڑتے ہوئے ایسے کیڑوں کا شکار کر کے بھی بچوں کو کھلاتی ہے جنہیں انسانی آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔ ہر دو سے تین گھنٹے بعد بچوں کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ دس

دنوں میں بچوں کا جسم تقریباً بالوں سے ڈھک جاتا ہے۔ جیسے جیسے بچوں کے جسم پر بال آتے ہیں مادہ اپنا زیادہ وقت گھونسلے سے باہر گزارنے لگتی ہے۔ بچے جب اڑانے لگتے ہیں تو مادہ بچوں کی نگرانی کرتی ہے۔ جب اسے یقین ہوجاتا ہے کہ بچے پھولوں سے نیکٹر چوسنے اور کیڑے پکڑنے کے قابل ہو گئے ہیں تو وہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتی ہے۔

ہمنگ برڈ سال میں متعدد بار ایک سے تین تک انڈے دیتی ہے جس میں پندرہ سے اٹھارہ دنوں میں بچے نکل آتے ہیں۔ بچے نو دن بعد اپنے جسم کا درجہ حرارت متوازن رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور تین ہفتوں بعد اڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ان کا دماغ ان کے جسم کا 4.2فیصد ہوتا ہے جو دنیا میں پائے جانے والے پرندوں میں سب سے زیادہ ہے۔ ان کی یاداشت اتنی زبردست ہوتی ہے کہ یہ نہ صرف اپنے علاقہ میں موجود تمام پھولوں کا محل وقوع یاد رکھتے ہیں حتیٰ کہ انہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھول دوبارہ رس سے کب بھرے گا۔

پروں کی نسبت ان کی ٹانگیں کمزور ہوتی ہیں لیکن ان کے پنجوں کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔یہ اڑتے وقت پروں کو 50 سے 200 بار فی سیکنڈ تک پھڑ پھڑاتے ہیں۔اتنی تیزی سے پھڑ پھڑاتے پروں کے ساتھ یہ نہایت شاندار طریقے سے اپنا توازن برقرار رکھ کر تیز ہوا سے لہراتے ہوئے پھولوں میں اپنی چونچ داخل کرنے پر کمال دسترست رکھتے ہیں۔

جسمانی لحاظ سے موازنہ کیا جائے تو اپنی ساخت اور وزن کے مطابق ان کا دل دنیا میں پائے جانے والے کسی بھی جانور سے زیادہ بڑا ہے جو ان کے وزن کا 2.5 فی صد بنتا ہے۔ اڑنے کے دوران ہمنگ برڈ کا دل ایک منٹ میں 1200 دفعہ دھڑکتا ہے جبکہ دھڑکن کی یہ رفتار حالت سکون میں 600 بار فی منٹ تک ہوتی ہے۔ یہ اپنی توانائی کا اچھا خاصہ حصہ ہر وقت استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اڑتے رہنا اور پھولوں سے مسلسل خوارک حاصل کرتے رہنا ہی ان کی بقاء کی ضمانت ہے۔ رات کے وقت جب یہ کچھ نہیں کھاتے تو انہیں اپنے جسم کی توانائی ختم ہونے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔توانائی بچانے کی خاطر رات کو یہ ایک جگہ بیٹھ کر پروں کو اپنے گرد کوٹ کی طرح لپیٹ کر اپنے جسم کا درجہ حرات حیرت انگیز طور پر 105 ڈگری فارن ہائیٹ سے گرا کے 45ڈگری تک لے آتے ہیں اور دل کی دھڑکن 36سٹروک فی منٹ تک ہوجاتی ہے۔اس طرح یہ بہت کم توانائی ضائع کرتے ہیں۔

اپنی جسامت کے لحاظ سے ہمنگ برڈ دنیا کا تیز ترین پرندہ ہے جو ایک سیکنڈ میں جسمانی لمبائی کے حساب سے 385 گنا زیادہ تیز اڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ رفتار تیس میل فی گھنٹہ سے 60 میل فی گھنٹہ کی تک ہوسکتی ہے۔ جب یہ غوطہ لگا کر دوبارہ اڑان بھرتے ہیں تو انہیں دس گنا زیادہ کشش ثقل کی قوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ واحد پرندہ ہے جو آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر نیچے یعنی تمام سمتوں میں اڑ سکتا ہے۔

اس کی طاقتور آنکھوں کی حفاظت کے لیے پلکوں کی تین تہیں ہوتی ہیں جو ہوا میں تیزی سے اڑنے کے دوران آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔اس کی زبان لچکدار Straw کی طرح ہے جو 15ملی سیکنڈ میں پھول سے 10قطرے نیکٹر چوسنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اس کی اوسط عمر 3 سے 12سال تک ہوتی ہے۔ایک ہمنگ برڈ دن میں اپنی جسامت سے دگنی خوراک لیتا ہے اور اوسطاً ہر دس منٹ میں پھولوں سے نیکٹر چوستا ہے۔ ہمنگ برڈ ایک دن میں ایک سے دو ہزار پھولوں سے نیکٹر چوس لیتا ہے۔ حالت سکون میں ہمنگ برڈ ایک منٹ میں 250 بار سانس لیتا ہے۔

ہجرت

ہر سال اگست اور ستمبر کے مہینوں میں ہمنگ برڈ تین سے چار ہزار میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے شمال کے ٹھنڈے علاقوں سے جنوب کے گرم علاقوں کی جانب ہجرت کرتے ہیں۔اس سفر کے لیے ہمنگ برڈ اپنے وزن کو 25سے 40فیصد تک بڑھاتے ہیں۔ان کے راستے میں آنے والی آبادیوں کے لوگ اپنے گھروں کے باہر ان کے لیے بنے ہوئے مخصوص برتنوں میں چینی ملا پانی ڈال کر رکھتے ہیں۔

جیون ساتھی کا انتخاب

کئی دیگر پرندوں کی طرح ہمنگ برڈ میں بھی جیون ساتھی کا انتخاب مادہ کرتی ہے۔نر ہمنگ برڈ سریلی آواز پیدا کر کے مادہ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔بعض اقسام میں نر اپنی لمبی اور رنگیلی دم ہلا کر مادہ کو لبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی نر ہوا میں لہرا کر توجہ حاصل کرتے ہیں۔ان میں سب سے دلچسپ نر کا تقریباً ساٹھ فٹ بلندی سے غوطہ لگا کر سیٹی کی آواز پیدا کرنا ہے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ آواز نر اپنی چونچ سے نکالتے ہیں لیکن اس کے لیے بلندی سے غوطہ لگانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ یہ ایک معمہ تھا۔ چنانچہ ایک بائیولوجسٹ کرس کلارک نے ہائی اسپیڈ مائیکرو کیمرہ کے ساتھ اس عمل کو ریکارڈ کیا اور مشاہدہ کیا کہ نر ہمنگ برڈ یہ آواز اپنی دم کے پروں سے پیدا کرتا ہے۔اس مشاہدہ کو انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ لیبارٹری میں تجربہ کے ذریعے بھی ثابت کیا۔یعنی اگر کوئی نر،مادہ ہمنگ برڈ کو متاثر کرنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اتنی بلندی سے غوطہ لگاتے ہوئے سیٹی کی آواز پیدا کرے۔ یہ ایک طرح سے اپنی طاقت کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے۔

خطرات

بدلتے موسمی تغیرات ہمنگ برڈ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں نیز عقاب، بلیاں اور سانپ وغیرہ اس کے جانی دشمن ہیں۔

(ادارہ)

از عبدالباسط شاہد (مربی سلسلہ۔ یوکے)

بہتر اخلاق۔ بہتر معاشرہ

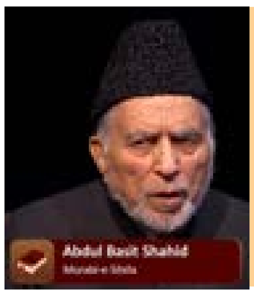

ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے دنیا کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیا۔ اس سلسلہ میں آپؐ کے بیش قیمت ارشادات کے ساتھ ساتھ اپنا بے مثال نمونہ موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق

(موطا امام مالک۔ باب فی حسن الخلق صفحہ 364)

یعنی میں بہترین اخلاق کو درجہ ءکمال تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ یہ محض ایک ادعا نہیں تھا بلکہ آپؐ سے ملنے والا ہر خوش قسمت آپؐ کے بہترین اخلاق کی وجہ سے آپؐ کی طرف کھنچا چلا آتا۔ ہر خوش قسمت آپؐ کی خوش خلقی کی وجہ سے آپؐ کا دلدادہ اور فریفتہ ہو جاتا۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

(ترمذی ۴۰ کتاب المناقب باب ۴۶)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل یعنی گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہو۔

مگر یہ بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ آپؐ نے زندگی کے اس سنہرے اصول پر بہترین رنگ میں عمل کرتے ہوئے فرمایا: اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ میں نے جو بات کہی ہے وہ ایک اچھی بات تو ضرور ہے مگر میں نے اس پر عمل کیا ہے اور تم سب میں سے اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرنے میں آگے اور نمایاں ہوں۔ یہ محض ایک مثال ہے، خلق عظیم کا ہر پہلو آپؐ میں بدرجہ ءکمال موجود تھا اور اسی کی آپؐ نے تعلیم بھی دی۔ آپؐ نے فرمایا:

اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّھَمِ

ایسے مواقع اور اسباب سے بھی بچتے رہو جس میں کسی الزام یا تہمت لگنے کا اندیشہ ہو۔

یہ کیسا پر حکمت ارشاد ہے کہ بری باتوں سے اجتناب تو ضروری ہے۔ ایسی باتوں سے بھی اجتناب کرنا چاہئے جہاں کسی برائی کا الزام لگ سکے یا لوگوں کو الزام لگانے کا موقع مل سکے۔ اس بات کو ایک مثال سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاریؒ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی مرتبہ حدیث کی کتاب جو آپ کے نام سے ہی مشہور ہے وہ حدیث کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ صحیح تسلیم کی جاتی ہے اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ (کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب)۔

حضرت امام بخاری کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دفعہ وہ کسی سفر پر جا رہے تھے۔ ان کے کسی حاسد نے ان کے پاس کچھ رقم دیکھ لی اور شور مچا دیا کہ میری اتنی رقم گم ہوگئی ہے۔ سب مسافروں کی تلاشی لی گئی تو الزام لگانے والا شخص بہت حیران اور نادم ہوا کہ وہ اپنی شرارت اور سازش میں ناکام ہوگیا ہے۔ اس نے حضرت امام صاحب سے علیحدگی میں پوچھا کہ میں نے تو آپ کے پاس خود اتنی رقم دیکھی تھی اور اسی لئے اس الزام کو شہرت دی تھی مگر آپ کے پاس وہ رقم نہیں ملی اور میری شرارت بے کار گئی؟ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ میرے متعلق یہ بات کسی نے دانستہ مشہور کر دی ہے، لیکن میں نے وہ رقم چپکے سے پانی میں پھینک دی تا کل کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ حدیث جمع کرنے والے اس شخص پر چوری کا الزام لگا تھا۔ گویا آپ نے اپنا نقصان صرف اس وجہ سے برداشت کر لیا کہ آپ ایک الزام اور تہمت سے محفوظ رہیں۔

یہ سب باتیں اس لئے ذہن میں آرہی ہیں کہ ہمارے وطن پاکستان میں ایک دوسرے پر الزامات لگانے کی وبا بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ہم میں سے اکثر کو یہ امر اچھی طرح یاد ہوگا کہ اگر کبھی کسی پر رشوت لینے یا کسی اور بے ایمانی یا بدانتظامی کا الزام لگتا تو وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا تھا اور معاشرے میں اسے عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اب یہ صورت ہے کہ ملک کا سب سے معزز عہدے پر فائز منتخب عہدیدار الزامات کی زد پر آتا ہے اور اسے جھوٹا، چور، خائن، بے ایمان اور جو بھی گالی منہ میں آتی ہے، بک دی جاتی ہے اور اس طرح نوجوانوں کے اخلاق۔ عام لوگوں کی وضعداری کا جنازہ نکالا جا رہا ہے۔ ہمارا ملک بدانتظامی اور بدمعاملگی کی مثال بن گیا ہے اور کسی کو اس بات کا احساس تک نہیں ہے کہ ملک کی معاشی اور اقتصادی حالت تو شاید کبھی بہتر ہو جائے مگر جو اخلاقی دیوالیہ پن ہے اس کا ازالہ کب اور کیسے ہو سکے گا۔

آجکل ہمارے ملک کی سب سے بڑی عدالت میں بدمعاملگی اور بددیانتی کا ایک بہت بڑا مقدمہ چل رہا ہے۔ مقرر جج صاحبان اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہیں مگر یوں نظر آتا ہے کہ عدالت سے باہر مقدمہ کا چرچا زیادہ ہے۔ ہر اینکر پرسن، ہر لال بجھکڑ اپنی اپنی رائے دے رہا ہے۔ فیصلے سے پہلے فیصلہ سنایا جا رہا ہے۔ عدالت کی کارروائی کو اپنے اپنے رنگ اور اپنے اپنے مفاد میں پیش کیا جاتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ایک

معزز وکیل نے برسرعدالت کہا کہ اگر عدالت کمیشن مقرر کرے گی تو ہم اس کا بائیکاٹ کریں گے!

کیا کبھی وہ زمانہ واپس آسکے گا جہاں بزرگوں کی عزت، آنکھوں کی شرم روایات کا احترام، دولت پر اخلاق و شرافت کی ترجیح، دنیوی مفاد اور ذاتی اغراض پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی ترجیح اور معلم اخلاق فاضلہ کی سنت کی متابعت و پیروی کی جائے گی

؎ تشنہ بیٹھے ہو کنار آبِ شیریں حیف ہے۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

کہ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ کہ تمہیں زمین کا وارث بنا دے گا۔ پہلے بھی بنا تا آیا ہے اور آئندہ بھی اس کی یہی تقدیر ہے۔ پس یہ تقدیرِ الٰہی ہے تو مایوسیوں کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ نہ صرف تکالیف دور ہو رہی ہیں بلکہ تمہیں تکلیفیں دور کرنے کے بعد زمین کا وارث بنایا جا رہا ہے۔ پس اپنی بیچارگی کے رونے نہ روؤ۔ یہ کل پرسوں کب آئے گی، اس کی باتیں نہ کرو۔ اگر تمہاری عاجزی اور اضطرار سے کی گئی دعائیں جاری رہیں تو یہ کل پرسوں تو تمہاری تکلیفیں دور کرتے ہوئے آ ہی جائے گی اور نہ صرف تکلیفیں دور کرتے ہوئے آئے گی بلکہ مخالفین کو تمہارا زیرِنگین کرتے ہوئے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اُس معبودِ حقیقی کے حضور جھکتے ہوئے اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر قسم کی مایوسیوں اور شرک، چاہے وہ شرکِ خفی ہی کیوں نہ ہو، اُس سے اپنے آپ کو بچائیں، اپنی نسلوں کو بچائیں پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ فیض پاتے چلے جائیں گے۔ پس کیا ہی پیارا ہمارا خدا ہے جو کہتا ہے کہ اگر تم صرف میری خالص عبادت کرنے والے ہو تو میں تمہاری اضطرار سے کی گئی دعاؤں کو تمہارے مانگنے سے زیادہ پھل لگاتا ہوں۔ اس وہم میں بھی نہ رہو کہ پتہ نہیں ہمارا اضطرار اللہ تعالیٰ تک پہنچتا بھی ہے کہ نہیں؟ اللہ فرماتا ہے میں تو تمہارے بہت قریب ہوں۔ جو میں نے آیت تلاوت کی اس میں یہی فرما رہا ہے۔ اتنا قریب کہ جو خالص ہو کر ایک بندہ دعا کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کا جواب بھی دیتا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے کہ جو تم نے اضطرار سے دعائیں شروع کی ہیں اُن میں مستقل مزاجی رکھنا اور میرے احکامات پر عمل کرنا، میں جو باتیں کہتا ہوں ان پر لبیک کہنا۔

(خطبہ جمعہ 24/ دسمبر 2010ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، گھانا

رپورٹ کانووکیشن جامعۃ المبشرین گھانا

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مؤرخہ 3 جنوری2021ءبروز اتوار امسال کے دوسرے کانووکیشن کےانعقاد کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک ۔ ہر سال کانووکیشن میں طلباء کے والدین ،ملکی عاملہ اور دیگر عمائدین کو مدعو کیا جاتا ہے اور حاضری ہزار افراد کے لگ بھگ ہوتی ہے۔مگر اس سال کورونا وائرس کی وجہ سے حکومتی ہدایات کے ماتحت پہلے سالِ سوم کے طلباء کو جولائی میں جامعہ بلایا گیا تھا۔ان کے سالانہ امتحانات منعقد کیے اور اگست 2020ء کے آخر پر ان کے لئے کانووکیشن کاانعقاد کیا گیا۔اس کے بعد حکومتی ہدایات کے ماتحت سال اول و دوم کے طلباء کو جامعہ بلایا گیا۔انہیں باقاعدہ بقیہ تدریس سے گزارا گیا اور ماہِ دسمبر میں ان کا سالانہ امتحان لیا گیا۔چنانچہ ان کے لئے الگ سے کانووکیشن (حصہ دوم) کا انعقاد کیا گیا۔

یہ تقریب حکومت گھانا کی جانب سے وضع کردہ اصولوں کے مطابق منعقد کی گئی۔اس سال کرونا وائرس کے باعث کسی مہمان کو مدعو نہیں کیا گیا اورصرف جامعہ کے طلباء اور اساتذہ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔اس پروگرام کے لیے پندرہ ممالک کے جھنڈے مع لوائے احمدیت لہرائے گئے تھے۔یہ پروگرام جامعہ کے ہال میں منعقد کیا گیا جس کے لیے ہال کو خاص طور پر سجایا گیا تھا۔

اس تقریب کی صدارت خاکسارفہیم احمد خادم پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانانے کی۔

تقریب سے قبل خاکسارنے لوائے احمدیت جبکہ گھانا کا جھنڈا مولوی الحسن الحسن احمد صاحب استاد جامعۃ المبشرین نے لہرایا۔

تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا جو کہ آئیوری کوسٹ کے مکرم Ouatara Amon نے کی۔اورپھر گھانا سے تعلق رکھنے والے ایک طالب علم Osei Yusuf Nuruddin صاحب نے مترنم آواز میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام ’’حمد و ثناء اسی کو‘‘پیش کیا۔

اس کے بعد اس تقریب کا تعارف مکرم مولوی رضوان کوثر صاحب استاد جامعہ نے کروایا۔بعد ازاں جامعہ کےبعض اساتذہ اور خاکسار نے امسال علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز لینے والے طلباء میں انعامات تقسیم کیے۔اور پھر ملک مالی کے تین طلباء Ali Tembine, Amadou Coulibally,Abubacrine Maiga نے جولا زبان میں Songs of Praise پیش کیااور اس کاانگریزی ترجمہ بھی پڑھا۔

Suleiman Musa,Ibrahim Cisse نےحضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کاتحریرکردہ قصیدہ یاقلبی اذکر احمد مترنم آواز سے پڑھا۔

بعدازاں خاکسارنےحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کےارشادات کی روشنی میں واقف زندگی کےفرائض پرروشنی ڈالی اورحضورانور کی نصائح پڑھ کرسنائیں۔خاکسار نے جامعہ میں نئے آنے والے استاذ مکرم مولوی نواز احمد صاحب کاتعارف کروایااورانہیں خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں Ahmed Bin Ismael Snr., Appiah Razak Seedorf اور Firdaus Assimanyi نے گھانین songs of praise ترنم کے ساتھ پڑھے۔

آخر پرخاکسار نے دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام کیا۔

طلباءنےاساتذہ کےساتھ تصاویربنوائیں۔اورپھرنمازظہروعصرجمع کرکے پڑھی گئیں اورتمام شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔اس طرح الحمدللہ جامعۃ المبشرین کی تقریب تقسیم اسناد انتہائی کامیابی کےساتھ اپنےاختتام کوپہنچی۔

اس پروگرام کی تیاری کے لئے جامعۃ المبشرین گھانا کے طلباء اور اساتذہ نے بڑی محنت سے کام کیا۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔آمین

آخر پرتمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام طلباءکو اسلام احمدیت کے لئے انتہائی مفید وجود بنائے اور انہیں اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور جامعۃ المبشرین گھانا کے تمام اساتذہ اور دیگر کارکنان کو بھی بہترین خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆…☆…☆

سانحہ ارتحال

مکرم میاں عطاء العلیم نائب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ نارتھ ویسٹ ریجن اعلان بھجواتے ہیں کہ: خاکسار کے پیارے ابو جان مکرم میاں منظور احمد غالب صاحب مورخہ 7/فروری 2021ء کوبقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ قریباً 18 سال کے تھے جب آپ نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ ضلع سرگودھا میں بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری وصایا ، سیکرٹری وقفِ جدید وتحریک جدید خدمت کی بھی توفیق پائی۔آپ اللہ کےفضل سے موصی تھے۔

اللہ تبارک تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ خاکسار کے والدمحترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

09فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:37	18:15
مدینہ منورہ	05:40	18:13
قادیان	05:53	18:10
ربوہ	05:33	17:50
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:57	17:08